نمبر ۱۱۸ | مورخہ ۱۱ر اپریل سنہ ۱۹۳۱ء یوم مطابق ۲۱ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے بخیر و عافیت ہیں ؞

۹ر اپریل بعد نماز ظہر مقامی انصار اللہ کا دوسرا تبلیغی وفد جو بتیس ۳۲ افراد پر مشتمل ہے ۔علاقہ بیٹ میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قصر خلافت کے صحن میں تمام افراد وفد کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ اور ایک مختصر تقریر کی جسمیں تبلیغ میں پیش آمدہ تکالیف پر صبر کی تلقین فرمائی۔ اور پہلے وفد کے تجارب سے فائدہ اٹھانیکی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں حضور نے دعا فرمائی۔ اور جانے والے احباب سے مصافحہ کیا ؞

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی محمد یار صاحب۔ اور گیانی واحد حسین صاحب جماعت احمدیہ چونڈہ و سیالکوٹ کے جلسوں میں شمولیت کیلئے ۹۔ اپریل روانہ ہوئے ؞

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے عصر کے بعد درس قرآن دینا شروع کیا ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِنسانوں کے ساتھ سب سے بڑی ہمدردی

یاد رکھو۔ ہمدردی تین قسم کی ہے۔ اول جسمانی۔ دوم مالی۔ تیسری قسم ہمدردی کی دُعا ہے۔ جس میں نہ صرفِ زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے۔ اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اسی صورت میں ہی انسان کرسکتا ہے۔ جب کہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتوان۔ مجروح۔ مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو۔ تو کوئی شخص جس میں خود طاقت و توانائی نہیں ہے۔ کب اسکو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بے کس۔ بے بس۔ بے سرو سامان انسان بھوک سے پریشان ہو۔ تو جب تک مال نہ ہو۔ اس کی ہمدردی کیونکر ہوگی۔ مگر دُعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے۔ کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی طاقت کی حاجت۔ بلکہ جب تک انسان انسان ہے۔ وہ دوسرے کے لئے دُعا کرسکتا ہے۔ اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے۔ اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے۔ تو سمجھو بہت ہی بڑا بدنصیب ہے ؞

(الحکم ۸ر جولائی سنہ ۱۹۰۰ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب بنام نجاشی

مصری معاصر الاہرام لکھتا ہے۔ ایک فرانسیسی اخبار کا ایک وقائع نگار آثار قدیمہ کی تحقیق و تفتیش کیلئے حبشہ جاتے ہوئے بیروت میں ٹھہرا۔ جہاں اسے معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مکتوب نجاشی شاہ حبشہ کے نام ارسال کیا تھا وہ ایک عثمانی شہزادہ سلیم ابن سلطان عبدالحمید کے پاس جو اسوقت ساحل لبنان کے ایک مقام پر آباد ہے۔ موجود ہے۔ اس پر اس وقائع نگار نے اسے خریدنے کا تہیہ کیا۔ اور شہزادہ موصوف کے پاس پہنچ کر اپنے اخبار کی طرف سے ڈھائی ملین فرینک پیش کئے۔ مگر شہزادہ نے انکار کر دیا۔ اس سے قبل وہ ایک مصری کی دو لاکھ مصری گنی کی پیشکش بھی مسترد کر چکا ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے۔ خاندان عثمانیہ کے دیگر ارکان کے مقابلہ میں وہ آسودہ ہے۔ یہ مکتوب آسمانی رنگ کے ریشمی کپڑے میں ملفوف ہے جس پر طلائی نقش و نگار بنے ہوئے ہیں اور ہرن کی آدھ گز لمبی کھال پر کوفی رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ قاصد کا نام عمرو ابن ضمیری ہے۔ اور نیچے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت ہے۔

ترکی کا جدید تمدن اور ایک فرانسیسی انشاپرداز

معاصر المقطم قاہرہ لکھتا ہے۔ ترکی میں حسن نسوانی کے مقابلوں پر اظہار رائے کرتے ہوئے فرانس کے ایک ظریف انشار پرداز نے لکھا ہے۔ ایک زمانہ میں ترکی میں اخلاق عالیہ کا مقابلہ ہوتا تھا مگر اب حسن کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ بہادر اور فاتح ترک "ملکۂ جمال" سے مفتوح ہو گیا ہے۔ گو آج ترکوں کے اس طرز عمل کو صحیح کہا جائے۔ مگر کل اس کی تغلیط یقینی ہے۔ مدارس میں جو حادثات ہونگے وہ حسن کو زائل کر دینگے۔ اور آخر ایک دن ملکہ جمال کو معزول کر دیا جائیگا۔

ناجی پاشا کا استعفیٰ

معلوم ہوا ہے۔ عراق کے مشہور سیاسی لیڈر ناجی پاشا نے پارلیمنٹ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اسکی وجہ سیاسی اختلاف ہے۔ مگر انہوں نے کہا ہے۔ مجھے چونکہ آرام کی ضرورت تھی۔ اسلئے میں نے ایسا کیا۔

عراق میں زراعتی ترقی

حکومت عراق کا شعبۂ اقتصادیات زراعت کو اعلیٰ پیمانہ پر لانے کی جد و جہد کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ساٹھ قسم کے اعلیٰ بیج مختلف ممالک سے منگوائے گئے ہیں۔ اور مزید اقسام کی فراہمی کی کوشش ہو رہی ہے۔

مصر میں ٹرام ائیر لیس کا انتظام

قاہرہ کے ایک پیغام سے جو لندن میں موصول ہوا۔ بتاتا ہے۔ کہ برطانوی مارکونی کمپنی کا ایک نمائندہ مصر پہنچ گیا ہے اور وائرلیس کے قیام کے سلسلہ میں توفیق پاشا وزیر متعلقہ سے گفت و شنید کر رہا ہے۔ امید ہے اس کمپنی کو اس کام کا ٹھیکہ مل جائیگا۔ اس سے قبل یہی کمپنی حجاز میں لاسلکی کا ٹھیکہ لے چکی ہے۔

عراق کی ایک جدید تجارت

وزارت عراق کے شعبہ تجارت و اقتصادیات نے اپنے زیر اہتمام کھجوروں سے مختلف اقسام کے مفرح شربت اور بسکٹ تیار کرائے ہیں جو ملک میں اسقدر مقبول ہو رہے ہیں کہ انکے مقابلہ میں غیر ملکی شربت اور بسکٹوں کی تجارت ناکام ہو رہی ہے۔

سلطان ابن سعود کے حرم میں عیسائی عورتیں

ایک انگریز سیاح نے جو "میکر آو دی ماڈرن اریبیا" (عربستان جدید کا بنانے والا) کے نام سے سلطان ابن سعود کے حالات زندگی لکھ رہا ہے۔ لکھتا ہے۔ مجھے سلطان نے خود بتایا۔ کہ اس کے حرم میں دو عیسائی لڑکیاں ہیں۔ جو آرمینیا کی رہنے والی ہیں۔ اور جنگ عظیم کے پہلے سال جب ترکوں نے آرمینیوں کو انکے ملک سے نکالدیا۔ تو وہ لبنان میں آگئیں۔ مگر وہاں قحط پڑ جانیکی وجہ سے وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں۔ آخر دمشق میں عربی تاجروں نے انہیں خرید لیا۔ اور نجد میں لے آئے۔ جہاں سے سلطان نے انہیں خرید کر آزاد کر کے حرم میں داخل کر لیا۔ ان سے سلطان کی اولاد بھی ہے۔

مصر میں کاغذ کا کارخانہ

نشاط پاشا سفیر مصر متعینہ جرمنی مصر میں کاغذ کا کارخانہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔ آپنے حکومت کو لکھا تھا کہ کارخانہ کو محصول سے مستثنیٰ کیا جائے۔ حکومت نے جواب دیا ہے۔ کہ پانچ سال تک مشینری وغیرہ پر کوئی محصول نہیں لیا جائیگا۔

عراق اور ماورائے یردن میں معاہدہ

عراق اور ماورائے یردن کی حکومت میں معاہدۂ دوستی مکمل ہو گیا ہے۔ ۲۷ مارچ کو دونوں حکومتوں کے نمائندوں نے عمان میں اسپر دستخط کر دئے۔

ترکی حکومت میں دواسازی کے کارخانے

ترکی میں اسوقت تین کارخانے ہیں۔ جو دواسازی کا کام کرتے ہیں۔ حکومت نے انہیں حکم دیا ہے۔ کہ وہ چھ ماہ کے اندر اندر اپنا کام بند کر کے کل حساب کتاب صاف کر لیں۔ اور اس کے بعد دوائیوں کی ساخت اور درآمد و برآمد کا کام حکومت اپنے زیر اہتمام کریگی۔ پارلیمنٹ نے یہ تجویز منظور کر لی ہے۔

جنوبی عراق میں پانی کی قلت

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار بغداد سے لکھتا ہے کہ جنوبی عراق کے صحرا میں بھیڑ۔ بکریاں پالنے والے ہزاروں بدو قلت آب و خوراک کی وجہ سے سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ جہاں گزشتہ سال سبزہ ہی سبزہ تھا۔ اب امساک باراں کیوجہ سے گھاس کا تنکا تک نظر نہیں آتا۔ کئی کوئیں خشک ہو گئے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بھیڑ بکریاں مر رہے ہیں۔ جانور کھڑے کھڑے گر کر مر جاتے ہیں۔ جو زندہ ہیں۔ ان میں بھوک اور پیاس کیوجہ سے اتنی سکت باقی نہیں۔ کہ نقل مکانی کر سکیں۔ اور اندیشہ ہے کہ یہیں مر جائیں گے۔ نجد کے شمال میں بھی یہی حالت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ عرب میں آجتک ایسا موسم کبھی نہیں آیا تھا۔

اسلامی ممالک میں روس کا ہوائی بیڑہ

معاصر ام القریٰ ۲۰۔ مارچ راوی ہے۔ کہ حکومت روس کا ایک ہوائی بیڑہ جو صرف جدید ترین طرز کے ہوائی جہازوں پر مشتمل ہوگا۔ اوائل اپریل میں ماسکو سے انگورہ۔ وہاں سے طہران۔ طہران سے کابل۔ اور کابل سے سمرقند ہوتا ہوا واپس ماسکو پہنچ جائیگا۔

حجاج بیت اللہ کی تعداد

جریدہ ام القریٰ کی تازہ ترین اشاعت مظہر ہے۔ کہ ۱۹ مارچ تک بحری راستہ سے آنیوالے حجاج کی تعداد ۲۲۱۵۸ ہے۔

ترکی میں علمی ترقی

الاہرام لکھتا ہے ۱۹۰۸ء میں استنبول میں صرف ۱۹۶ مدرسے تھے۔ اور طلباء کی تعداد ۳۲ ہزار تھی۔ مگر اب ۴۸۸ سکول ہیں۔ جن میں ۴۲۸۷۵ طلباء پڑھتے ہیں۔ تمام ملک میں طلباء کی تعداد ۵ لاکھ ہے۔ مدارس شبینہ کے طلباء اسمیں شامل نہیں۔

والئے افغانستان کی تقریر

۲۴۔ شوال کو شاہ کابل نادر شاہ نے ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں ملک کے اہل الرائے مدعو تھے۔ آپنے اس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اپنے تجربات۔ معلومات۔ اور مشاہدات کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی نحبت و پریشانی کیوجہ احکام الٰہی سے غفلت اور سرور عالم صلعم کے فرامین سے انحراف ہے۔

مصری حجازی تعلقات

کچھ عرصہ سے ان دونوں حکومتوں میں قضیہ محمل کے متعلق کچھ مناقشت پیدا ہو چکی ہے۔ سلطان ابن سعود نے ایک اخباری نمائندہ سے بیان کیا۔ کہ میں تہ دل سے متمنی ہوں کہ یہ اختلافات رفع ہو جائیں۔ اور فریقین میں تعلقات مودت مستحکم ہو جائیں۔

مصر اور فلسطین کے درمیان ریل

اس سکیم پر مدت سے غور ہو رہا تھا۔ مگر اب اسے جلد عملی صورت میں لایا جائیگا۔ یہ لائن پورٹ فواد سے نکل کر نہر سویز کے مشرقی کنارہ سے گزر کر فلسطین جائیگی۔

برطانیہ کا تجارتی وفد

برطانیہ کا جو تجارتی وفد مصر آیا تھا۔ وہ تین ہفتہ کے قیام اور حالات کے عمیق مطالعہ کے بعد واپس چلا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۸ قادیان دارالامان - مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

کانپور میں مسلمانوں پر ہولناک مظالم اور ذمہ وار حکام کی مجرمانہ غفلت

کانپور میں ہندوؤں نے جس بیرحمی اور سفاکی سے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اسکے وہی حالات نہائت ہولناک اور روح فرسا ہیں جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن اخبار "ٹائمز آف انڈیا" میں ایک یوروپین نے حال میں جو چشم دید حالات شائع کرائے ہیں وہ نہائت ہی دل دوز ہیں۔ اس یوروپین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فسادات کانپور کے متعلق اخبارات میں جو کچھ شائع ہو چکا ہے وہ اصل حالات کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اس کا بیان ہے کہ کم از کم ایک ہزار آدمی جن میں زیادہ تر مسلمان تھے۔ فسادات کے دوران میں مارے گئے۔ اور زخمیوں کی تعداد کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ عورتیں اور مرد بلا امتیاز قتل کئے گئے۔ کمسن اور شیر خوار بچے فرش پر پٹک پٹک کر ہلاک کئے گئے۔ نالیوں میں پھینکے گئے اور ذبح کر دیئے گئے۔ جن محلوں میں مسلمان آباد تھے اب وہاں انکا نشان تک نہیں ملتا۔ فساد شروع ہونے سے ہفتوں قبل یو۔پی کے مختلف حصوں سے انقلاب پسند کسی خفیہ مقصد کے لئے کانپور جمع ہوتے رہے۔ فساد کے دن اچانک پُر اسرار طور پر غضب ناک اور وحشی غنڈوں کا ہجوم پیدا ہو گیا جس کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کسی حصہ شہر سے نکل کر آیا۔ یا شہر کے باہر سے۔ وہ نہ صرف لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ بلکہ بعض نے لاٹھیوں کے سروں پر ایک ایک فٹ لمبے چاقو اور خنجر لگا رکھے تھے یک لخت قتل عام کا آغاز ہو گیا۔ مسلمان محلے تباہ کر دیئے گئے۔ اور جہاں جہاں مسلمان آباد تھے سب تہس نہس کر دیئے گئے۔ اس تمام دوران میں وہ علاقہ جہاں یوروپین آباد تھے بالکل محفوظ رہا۔

اس کے بعد یوروپین مذکور لکھتا ہے:۔

یہ یقینی امر ہے کہ فساد کے لئے پہلے سے منظم سازش کی گئی تھی اور اس سازش میں کانپور سے باہر کے لوگوں کا ہاتھ تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ضلع اناؤ کی طرف سے لوگوں کو کانپور میں آتے دیکھا۔ جو لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح تھے۔ قتل و غارت کے واقعات اسقدر ہولناک ہیں کہ انہیں بیان کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور روح لرز جاتی ہے۔ یو۔پی لائٹ ہارس کا ایک سپاہی ایک مکان میں داخل ہوا۔ تو اس نے سارا خاندان قتل شدہ پایا جو آٹھ افراد یعنی ایک باپ۔ ایک ماں اور چھ بچوں پر مشتمل تھا۔ انہیں نہائت بیرحمی سے ذبح کیا گیا تھا۔ ایک شیر خوار بچہ نالی میں پڑا چیخ رہا تھا۔ جسے اس خیال سے پھینک دیا گیا کہ دم گھٹ کر مر جائے۔ عورتوں کی چھاتیاں کاٹنے اور مختلف شرمناک طریقوں سے اذیتیں دے کر ہلاک کرنے کے واقعات دیگر اطلاعات میں شائع ہو چکے ہیں۔

مسلمانوں کی ہلاکت و بربادی سے ہندوؤں کی تسلّی

ایک طرف اس سفاکی اور بیرحمی کو دیکھئے۔ اور دوسری طرف اس مسرت اور شادمانی پر نظر کیجئے۔ جو کانپور میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی۔ ہلاکت اور خونریزی سے ہندوؤں کو حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ لاہور کا ایک ہندو اخبار "کیسری" ہنگامہ کانپور پر اظہار خیال کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

> "اسوقت تک عام طور پر اس قسم کے فسادات میں یہ ہوتا تھا کہ ہندو پٹتے اور مسلمان لوٹتے تھے۔ مگر اب حالات بدل رہے ہیں۔ ہمیں اس امر سے تسلی ہے کہ اب ہندو مار نہیں کھاتے۔"

ایک منظم سازش کے ماتحت ہفتوں کے سوچے ہوئے منصوبے اور انتظام کے ساتھ بیرونجات سے مسلح غنڈوں کو جمع کر لینے کے بعد قلیل التعداد مسلمانوں کا قتل عام کر کے اسپر بہادری جتانا اور تسلی کا اظہار کرنا نہ صرف حد درجہ کی کمینگی ہے بلکہ سفاکی اور خونخواری کی شرمناک نمائش بھی ہے۔ اسقدر ساز و سامان کے ساتھ ہندو غنڈوں نے نہتے۔ قلیل التعداد اور بے خبر مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور انکے مکانات کو نذر آتش کرنا اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھا۔ اور محض اسلئے کہ مسلمانوں نے بھگت سنگھ وغیرہ کی پھانسی پر ہڑتال میں شرکت نہ کی۔ لیکن انہیں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ یوروپین علاقہ کی طرف منہ بھی کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ بھی قطعاً ہڑتال میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اس کی وجہ سوائے اسکے کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جانتے تھے کہ اس علاقہ میں قدم رکھنے سے انکی ساری بہادری اور جوانمردی کی حقیقت کھل جائیگی لیکن بے کس مسلمانوں کو جس طرح چاہیں گے ہلاک کر سکیں گے مگر کوئی شریف انسان اسے انکی بہادری نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ حد درجہ کی کمینگی قرار دے گا۔ اور یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ جس ملک میں ایسے سفاک اور خونخوار وحشی بستے ہوں۔ اور جہاں ان کی درندگی کی تعریف کرنے اور اس پر تسلی کا اظہار کرنے والے موجود ہوں وہاں قلیل التعداد اقوام کا اسوقت تک زندہ رہنا محال ہے جبتک پوری پوری تنظیم اور ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنیکے لئے ہر وقت تیار نہ ہوں۔ کاش کانپور کے ہولناک واقعات ہی مسلمانوں کو اپنی تنظیم اور اتحاد کی طرف متوجہ کر سکیں۔ اور تمام کے تمام مسلمان مل کر اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کریں۔

حکام کی مجرمانہ غفلت

کانپور میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر جو شرمناک اور خلاف انسانیت مظالم کئے وہ تو عمر بھر یاد رہیں گے ہی۔ لیکن نہائت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ امن قائم رکھنے اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرنے کے ذمہ وار حکام نے بھی مسلمانوں کے متعلق مجرمانہ غفلت اور کوتاہی کا ثبوت دیا۔ "ٹائمز آف انڈیا" کے نامہ نگار کا جو موقعہ پر موجود تھا۔ بیان ہے۔ حکام کو ہفتوں پہلے خبر ہو چکی تھی کہ شہر میں ہنگامہ برپا کرنیکی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ حکام جانتے تھے کہ یو۔پی کے مختلف حصوں سے انقلاب پسند کسی خفیہ مقصد کے لئے کانپور جمع ہو رہے ہیں۔ انکی نقل و حرکت کی نگرانی کے لئے سی۔آئی۔ڈی کے کار خاص کے آدمی بھی لگائے گئے لیکن فتنہ کو روکنے کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کی گئی۔ حتیٰ کہ جب اسکا آغاز ہوا تو اس وقت بھی روکنے کی بجائے اسے زور پکڑنے دیا گیا۔ شہر میں فوج منگائی گئی۔ لیکن وہ قتل و غارت کے ہیبت ناک نظارے آنکھوں کے سامنے دیکھتی ہوئی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اور ایک گولی بھی نہ چلائی۔ کیونکہ کسی نے اسے گولی چلانے کا حکم نہ دیا۔ مسلمانوں نے مارشل لا کے نفاذ کے لئے التجائیں کیں۔ لیکن انکی التجائیں مسترد کر دی گئیں اور انہیں انکی قسمت پر چھوڑ دیا گیا۔ کانپور کے چھ سات سو قصابوں کو تو انکے گھروں میں بند کر دیا گیا۔ لیکن اس کے برعکس ہندو غنڈے کھلم کھلا شہر میں پھرتے رہے۔ اور کسی نے ان سے باز پرس نہ کی۔ اس دوران میں نہ تو کوئی گرفتار کیا گیا۔ اور نہ لوگوں کو غیر مسلح کرنے کی کوشش کی گئی ٭

یہ حالات کسی ستم رسیدہ اور تباہ حال مسلمان نے نہیں بلکہ ایک یورپین نے بیان کئے ہیں۔ اور فسادات کے متعلق ذاتی واقفیت کی بنا پر بیان کئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ ایک طرف اگر بے گناہ اور بے قصور مسلمان وحشی اور درندہ صفت ہندوؤں کے مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے تھے تو دوسری طرف غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہو رہے تھے۔ ایسی حالت میں قابل تعجب یہ بات نہیں کہ اسقدر کثیر تعداد میں مسلمان مرد۔ عورتیں اور بچے ہلاک اور زخمی کیوں ہوئے بلکہ لائق حیرت یہ امر ہے کہ انہیں سے جو لوگ جان بچا کر بھاگ گئے وہ کس طرح نکل سکے؟ ہم نہیں سمجھتے اگر اس علاقہ کی طرف جہاں یورپین آباد تھے ہندو غنڈے رخ بھی کرتے تو فوج اور پولیس اسی طرح چپ چاپ کھڑی ہو کر ہولناک منظر دیکھنے کی منتظر رہتی جس طرح مسلمانوں کو قتل ہوتے اور لٹتے دیکھ کر نہ معلوم کس بات کی منتظر رہی یا اگر کسی ایک آدھ یورپین مرد یا عورت یا بچہ کو ان حالات میں سے گزرنا پڑتا۔ جن میں سے متعدد مسلمان مرد۔ عورتیں اور بچے گزرے تو فوج سامنے کھڑی منہ دیکھتی رہتی۔ مارشل لا تو رہا ایک طرف کانپور کا تختہ الٹ کر رکھ دیا جاتا اور فساد کرنیوالوں کو ایسا سبق دیا جاتا کہ انکی آئندہ نسلیں بھی یاد رکھتیں لیکن مسلمانوں کی تباہی و بربادی۔ ہلاکت اور خونریزی کی کوئی پرواہ نہ کیگئی۔ اور قتل و غارت کے دیوتاؤں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ اسکی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہندوؤں کے اثر و رسوخ، طاقت اور قوت کے مقابلہ میں کھڑے ہونے سے حکام بھی کنی کتراتے ہیں اور خاص کر ایسی صورت میں جب کہ ہندوؤں کی زور آزمائی کا رخ گورنمنٹ کی بجائے کسی اور طرف ہو۔ کانپور کے فسادات نے اس بات کو اسقدر واضح اور نمایاں کر دیا ہے کہ انصاف پسند اور حقیقت شناس یورپین بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں چنانچہ فسادات کانپور کے ذکر میں اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور میں ایک یورپین نے لکھا ہے:-

"ہندوؤں نے اسقدر اثر و رسوخ حاصل کر لیا ہے کہ آجکل یورپین بھی خواہ وہ حکومت سے تعلق رکھتے ہوں یا غیر سرکاری حیثیت رکھتے ہوں سچ ظاہر کرنیکی جرأت نہیں کر سکتے۔"

ہندوؤں کا وہ اثر اور رسوخ جس نے سرکاری یا غیر سرکاری حیثیت رکھنے والے یورپینوں سے سچ ظاہر کرنیکی جرأت سلب کر لی ہے۔ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر اپنا کام کر رہا اور تمام قلیل التعداد اقوام اور خاص کر مسلمانوں کیلئے پیغام اجل ثابت ہو رہا ہے۔ اگر سرکاری حکام نے اس کی روک تھام کی مؤثر کوشش نہ کی تو کوئی تعجب نہیں ہندوستان نہائت خطرناک خانہ جنگی میں مبتلا ہو جائے۔ اور ایسی ہولناک نتائج رونما ہوں جو خود گورنمنٹ کیلئے تباہ کن ہوں۔ ابھی وقت ہے کہ گورنمنٹ اس طرف متوجہ ہو۔ اور کانپور کے سے حادثات کا اعادہ ناممکن بنا دینے کے لئے پوری جرأت سے کام لے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قراردادیں

آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی نے اپنے حال کے جلسہ میں متفقہ طور پر بعض نہایت اہم قراردادیں منظور کی ہیں سب سے پہلے ہندوؤں کے مسلمانوں کے خلاف علانیہ جارحانہ تشدد کی مذمت کی گئی ہے اور نام نہاد عدم تشدد کو محض دھوکا اور ناپاک سیاسی چال قرار دیا گیا ہے۔ جو صرف حکومت کی منظم طاقت کے مقابلہ میں اختیار کیا جاتا ہے لیکن ملک کی دیگر اقوام کے مقابلہ میں اسے نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے ان مطالبات کی تائید کی گئی جو ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے متعلق کئی بار پیش ہو چکے ہیں۔ مسٹر ظہور احمد۔ مولانا عبدالماجد بدایونی۔ آنریبل ملک فیروز خانصاحب نون وغیرہ اصحاب نے نہایت زوردار تقریریں کیں۔ جن میں ایک طرف تو ہندوؤں کے مظالم اور چیرہ دستیوں پر اظہار غم و غصہ کیا گیا۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ کو کہا گیا کہ اسکا کانگریس سے مرعوب ہو کر صورت حالات کا انسداد کرنے سے پہلو تہی کرنا ہندوستان کو تباہ و برباد کر دے گا۔

قراردادیں اپنے مطالب کے لحاظ سے مکمل اور مسلمان لیڈروں کی تقریریں انکے جذبات اور احساسات کی مظہر ہیں۔ لیکن جیسا کہ اسی اجلاس میں کہا گیا محض قراردادیں پاس کر دینے سے نہ حکومت مسلمانوں کے مطالبات منظور کریگی اور نہ ہندو۔ اس کے لئے مسلسل جدوجہد اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جو اسی طرح ممکن ہے کہ مسلمانوں کی مکمل طور پر تنظیم کیجائے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے انتظام کے ماتحت قربانیاں کی جائیں۔ اور ثابت کیا جائے کہ فرقہ وار معاملات کے متعلق کوئی قرارداد۔ کوئی تحریک۔ کوئی مسودہ قانون خواہ حکومت کیطرف سے پیش ہو یا کانگریس کی طرف سے۔ اسوقت تک نفاذ پذیر نہ ہو سکے گا جبتک مسلمانوں کی اکثریت اسکے ساتھ متفق نہ ہوگی۔

مظلوم مسلمانوں کے متعلق الجمعیۃ کا افسوسناک رویہ

کانپور میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے اور جس بیدردی سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا گیا اس کی نہ صرف ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی۔ بلکہ آخر تک ہندوؤں کی مسلمانوں پر یک طرفہ یورش تھی۔ اور مسلمانوں نے اگر کچھ کیا تو محض اپنی مدافعت کے لئے کیا۔ اور اپنی جان بچانے کے لئے کیا لیکن چونکہ اخبارات اور سرکاری ملازمتوں میں ہندوؤں کا غلبہ ہے۔ اور تقریباً سب کے سب ہندوستانی خبر رسان ایجنسیوں کے نامہ نگار ہندو ہیں۔ اس لئے کانپور کے فسادات کی ذمہ داری ہندوؤں کے ساتھ ہی مسلمانوں پر بھی ڈالی جا رہی ہے۔ اور مسلمانوں کو برابر کا قصور وار قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ مسلمانوں پر جو کچھ گزری اسپر پردہ ڈال دیا جائے چنانچہ وہی ہندو اخبارات جو معمولی سے معمولی ہنگامہ پر مدتوں شور مچاتے اور مسلمانوں کو گشتنی اور گردن زدنی قرار دیتے رہتے ہیں۔ بڑے ناصحانہ رنگ میں یہ تلقین کر رہے ہیں کہ کانپور کے حادثات کو بالکل فراموش کر دیا جائے۔ اور ان کا ذکر بھی نہ کیا جائے۔ ہندو اخبارات کے اس طریق عمل کی وجہ تو بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ جو یہ ہے کہ چونکہ فسادات کانپور کی ساری ذمہ واری ہندوؤں پر عائد ہوتی ہے۔ اور تباہی مسلمانوں کے حصہ میں آئی ہے۔ اس لئے ہندو اخبارات نہیں چاہتے۔ کہ انکے بھائی بندوں کے شرمناک مظالم کی تشہیر ہو۔ اور مسلمان اپنی حفاظت کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ لیکن جمعیۃ العلماء ہند کے واحد ترجمان "الجمعیۃ" کے متعلق کیا کہا جائے جو "کانپور بھی فساد کے شعلوں سے جل گیا" کا عنوان لکھنے کے باوجود قتل و غارت کا ارتکاب کرنیوالوں کا پردہ پوش بنکر مسلمانوں کو یہ وعظ کر رہا ہے کہ:-

"جب کسی شہر میں فساد ہو اور اسے فرو کرنیکی بجائے اسکا خوب پروپیگنڈا کیا جائے۔ تو یقینی بات ہے کہ وہ فساد مرض متعدی کیطرح ایک جگہ سے دوسری جگہ جائیگا۔"

مطلب یہ کہ بنارس۔ آگرہ۔ مرزاپور۔ کانپور وغیرہ میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے مسلمان انکا ذکر بھی نہ کریں ورنہ جو کچھ ان جگہوں میں ہوا وہی دوسرے مقامات پر ان سے کیا جائے گا۔

یہ اس اخبار کا بیان ہے جو مسلمانوں کی سیاسی راہ نمائی کے علاوہ مذہبی رہنمائی کا دعوی کرنیوالوں کا آرگن ہے۔ اور جو کانگریس کی رضا جوئی کی خاطر ستم رسیدہ مسلمانوں کو ظالم و سفاک ہندوؤں سے مرعوب کر کے انکے خلاف آواز نکالنے سے بھی روک رہا ہے۔ ان حالات میں سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ خدا مسلمانوں کو ایسے دوستوں سے بچائے۔

اکالی دل کا سکھا شاہی فیصلہ

کوٹ دھرم چند ضلع امرتسر میں سکھوں نے محض اسلئے مسلمانوں پر حملہ کر کے انیس سے دو کو قتل کر دیا۔ اور کئی ایک کو خطرناک طور پر زخمی کیا کہ وہ خام مسجد کو پختہ بنا رہے تھے۔ اس کے متعلق شرومنی اکالی دل کی مقرر کردہ تحقیقاتی کمیٹی نے جو رپورٹ مرتب کی ہے وہ مفسد سکھوں کے شرمناک فعل سے کم افسوسناک نہیں کمیٹی نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ فساد کا آغاز مسلمانوں کی طرف سے ہوا۔ اور زیادتی بھی مسلمانوں نے کی۔ یہ جھگڑا مذہبی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ نجی ملکیت کا تنازعہ تھا۔ مسلمان جبراً ایک متنازع جگہ پر مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے۔

یہ اُن تعلیم یافتہ اور ذمہ وار سکھوں کی ایک ایسے فساد کے متعلق رائے ہے جسمیں کسی ایک سکھ کو خراش تک نہیں آئی۔ اس کے مقابلہ میں دو مسلمان تو اسی جگہ قتل اور باقی سخت زخمی کئے گئے۔ اگر مسلمان زور اور طاقت کے بھروسہ پر مسجد تعمیر کر رہے تھے تو چاہئے تھا کہ وہ مقابلہ کیلئے بھی تیار ہوتے اور سکھوں میں سے بھی کوئی نہ کوئی زخمی یا ہلاک ہوتا۔ پھر اگر وہ جگہ متنازعہ ہی تھی جہاں مسجد تعمیر کی جا رہی تھی تو سکھوں کیلئے یہ کیونکر جائز تھا کہ وہ مسلمانوں کو قتل کر دیتے؟ انہیں قانونی چارہ جوئی کرنی چاہیئے تھی۔ ان حالات میں قتل اور زخمی ہونیوالے مسلمانوں کو ہی فساد کا مجرم قرار دینا ایسا انصاف ہے جو سکھا شاہی کے سکھوں کو ہی مخصوص ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا قادیانی زندگی میں نبوت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار

اور

لاہوری زندگی میں انکار پر اصرار

پرانی طرز کے مولویوں کے حق میں ایک عام ضرب المثل مشہور ہے ؎

"ملّا آں باشد کہ چپ نہ شود"

مگر اس ضرب المثل کو مولانا محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے باوجود سالہا سال تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہنے اور باوجود اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے محض مولوی کے مجازی خطاب کی خاطر اپنے اوپر حرف بحرف سچا کر دکھایا ہے۔ نبوت مسیح موعود اور تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی کے عام فہم عقائد جنہیں معمولی ابجد خواں بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ قبلہ مولوی صاحب کی سمجھ میں ہی نہیں آتے۔ یا تجاہل عارفانہ اور اخفائے حق کے اصول پر مولانا موصوف اسی میں مصلحت اور بہتری سمجھتے ہیں۔ کہ اپنی طول کلامی کے اچھوتے ہتھیاروں سے ان عام فہم مسائل کو الجھن بنا دیں۔

غیر مبایعین کے اعتراضات کی حقیقت

ورنہ خود مولانا موصوف اور دیگر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپکی جماعت کا عقیدہ دربارۂ نبوت مسیح موعود حضرت اقدس کے ہی بیان فرمودہ اعتقادات کے مطابق ہے۔ تو دوسری طرف ان عقائد پر اعتراض کرنے والے گروہ کے فاسد خیالات، اور اعتراضات بھی عبدالحکیم پٹیالوی اور ہمچو قسم معترضین کے بیانات کا اعادہ اور تکرار ہے۔ کوئی نیا عقیدہ نہیں۔ جو جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے اظہار کیا گیا ہو۔ اور کوئی نیا اعتراض نہیں۔ جو لاہوری حضرات خصوصاً "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے قلم سے نکلا۔ مگر پہلے نہ ہو چکا۔ اس لئے جہاں لاہوری حضرات کو اعتراض پیش کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ کیونکہ ان کے پاس ڈاکٹر عبدالحکیم وغیرہ مخالفین حق کا کافی سے زیادہ مصالحہ اعتراضات کا موجود ہے۔ وہاں ہمیں بھی جواب دینے میں کوئی دقت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ مخالفین کا کوئی اعتراض ایسا نہیں۔ جس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں نہ دے دیا ہو۔ خصوصاً نبوت کے متعلق مرتدانہ اعتراضات کا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی میں کھول کھول کر قلع قمع فرما دیا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ یہ فیصلہ کن کتاب پیغامی دوستوں کے لئے عنقا کا حکم رکھتی ہے۔ جب اس کتاب کی طرف ان کی توجہ منعطف کرائی جائے۔ تو اس سے اس طرح بھاگتے ہیں۔ جیسے شیر سے گیدڑ۔ مگر وہ بھی معذور ہیں۔ اس کتاب کی طرف توجہ وہی کرے گا۔ جسے احقاق حق منظور ہو۔

اس کے ماسوا ہماری طرف سے بار بار مولانا محمد علی صاحب اور ان کے دیگر ساتھیوں کی سابقہ تحریرات سے نہایت وضاحت اور تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔ کہ جو عقیدہ ہم قادیانیوں کا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ بعینہٖ وہی عقیدہ ان لوگوں کا قادیانی تعلق کی زندگی میں تھا۔ مگر اس صحیح طریق فیصلہ کی طرف رخ کرنا ان کو سرخ موت کا سامنا معلوم دیتا ہے۔ اور ہر ایسے موقعہ پر طرح دے جاتے ہیں۔ جو ایک متقی اور حق طلب انسان کی شان کے ہرگز شایاں نہیں۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت

پیغام کے ماہواری نمبر میں مولانا محمد علی صاحب کا ایک طویل طویل مضمون الفضل کے کسی مضمون کے جواب میں شائع کیا گیا ہے جس میں مولانا موصوف نے اپنے سابقہ مخصوص اور پیٹنٹ طرز استدلال سے کام لیتے ہوئے اس امر کے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نبوت ہی نہیں کیا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ آپ نبی نہیں۔ مولوی محمد یار صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کو آپ کی تحریروں سے نہایت وضاحت اور مدلل طریق پر ثابت کر دیا تھا جس کی مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مخصوص طرز استدلال کے ماتحت کانٹ چھانٹ کر تردید کی ہے۔ بطور نمونہ مولانا کا ایک استدلال پیش کرتا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب رقم فرماتے ہیں۔

"مولوی محمد یار صاحب نے ذیل کی عبارت اخبار عام کے خط سے نقل کی ہے"۔ "میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ .... یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں"

اتنی عبارت کو نقل کر کے مولوی صاحب نے یہ استدلال کیا ہے کہ آپ دوسری قسم نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ چھوڑ دیئے۔ اگر وہ اس حوالہ کی دو سطریں اور نقل کر دیتے۔ تو ان سے ان کے دعویٰ کی خود ہی تردید ہو جاتی۔ چنانچہ اگلے الفاظ یہ ہیں۔

"اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اسقدر ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے"

حضرت مسیح موعود نے کیسی نبوت کا دعویٰ کیا

اب ناظرین کرام! اس سے مولوی محمد علی صاحب کے استدلال خصوصی کا اندازہ لگائیں۔ کہ آیا مولانا موصوف مولوی محمد یار صاحب کے پیش کردہ حوالہ کی تردید کر رہے ہیں یا تائید حوالہ پیش کردہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ میں ایسی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جو اسلام سے بے تعلق کر دے۔ بالفاظ دیگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کو دو ۲ قسم پر منقسم کر کے فرمایا۔ کہ وہ نبوت جس کے ساتھ نئی شریعت ہو۔ میں اس نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ اس نبوت کا مدعی ہوں۔ جس کے ساتھ نئی شریعت نہیں۔ اور خدا سے الہام پا کر بکثرت پیش گوئیاں کرنے والا نبی ہوں۔ جیسے بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

پھر لطف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خط کی ابتداء ہی اس طرح کی ہے۔:-

"اخبار عام ۲۳ مئی میں میری نسبت یہ خبر درج ہے۔ کہ گویا میں نے جلسۂ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی۔ کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عبارت پکار پکار کر

بتلارہی ہے کہ اس قسم کے دعویٰ نبوت کے الزام کی تردید ہے۔ نہ کہ ہر قسم کے دعویٰ نبوت کا انکار۔ سیدھے چلنے والے کے واسطے تو اس صاف عبارت میں ذرا بھی اشکال نہیں مگر کج رو کے لئے تو قرآن مجید جیسی مفصل اور مبین کتاب بھی معمہ بن جاتی ہے۔ مجھے بار بار تعجب آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سلیس اردو عبارتوں کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان جسے اہل قلم ہونے پر ناز بھی ہو۔ کیوں نہ سمجھ سکے۔ کوئی عربی عبارت نہیں جس کے سمجھنے کے لئے ایک مجازی مولوی صاحب کا مجازی علم مانع ہو۔ یا حضرت خواجہ صاحب کی طرح خواہ مخواہ کے صغریٰ کبریٰ قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہو۔ اگر بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کی ڈائری بقول مولوی محمد علی صاحب بالکل ہی ساقط الاعتبار قرار دی جائے۔ کیونکہ وہ ان کے نتیجہ کے خلاف پڑتی ہے۔ تو بھی اخبار عام والا خط ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کے اثبات کے لئے کافی ووافی ہے۔ اہل پیغام اور امیر پیغام یہ امر تو قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ جس قسم کی نبوت کا انکار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے اس خط میں کر رہے ہیں۔ ایسا دعویٰ نبوت نہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور نہ آپکی جماعت تسلیم کرتی ہے نہ عملاً اور نہ قولاً۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نزدیک کفر ہے۔ اسی عبارت کے ابتدا میں یہ بھی فرماتے ہیں۔ "گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا" جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اگر نبوت کے دعویٰ سے انکار کیا ہے۔ تو ایسے دعویٰ نبوت سے جس سے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ ورنہ دعویٰ نبوت سے انکار نہیں۔

اخبار بدر کی ڈائری

یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مولانا محمد علی صاحب نے مولوی محمد یار صاحب کے ڈائری ۱۹۰۸ء کے پیشکردہ حوالہ کو یہ کہہ کر ناقابل اعتبار ٹھہرانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ "تقریر کے قلمبند کرنے میں نہ تو اصل الفاظ بولنے والے کے محفوظ ہوتے ہیں۔ نہ پورا مضمون محفوظ ہوتا ہے"۔ مولانا امیر ایدہ اللہ کے اس اصول سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ کچھ کمی رہ گئی ہوگی۔ نہ یہ کہ عبارت ہی ایجاد بندہ اور خلاف واقعہ لکھی گئی ہوگی۔ ورنہ ایسی خلاف واقعہ بات جو قرآن و حدیث کے بالکل مخالف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اعتقاد کے سخت خلاف اور کل جماعت احمدیہ اور بزرگانِ خصوصی و عمومی کے بالکل خلاف ہو۔ بدر جیسے اخبار میں شائع ہو۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر ارکان سلسلہ مولوی محمد علی صاحب جیسے لوگوں کے مطالعہ سے گزرے اور پھر اس کی تردید شائع نہ ہو۔ اس طرح سے تو ملفوظات احمدیہ کے تمام ضخیم حصص جو میرے کرم فرما بابو منظور الٰہی صاحب نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے مرتب کر کے انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع کئے ہیں۔ ساقط الاعتبار ٹھہرتے ہیں۔ اور ایسی ساقط الاعتبار تقریروں و ڈائریوں کی اشاعت کرنا کبیرہ گناہ ہوگا۔ گویا قبلہ محمد علی صاحب نے ڈائری پیش کردہ پر ایسی مکروہ اور ضعیف جرح کر کے بابو منظور الٰہی صاحب کی سالہا سال کی محنت شاقہ پر پانی پھیر دیا۔ علاوہ ازیں قبلہ محمد علی صاحب سے میں پوچھتا ہوں۔ جناب والا اگر ڈائری ایسی ہی ناقابل اعتبار ہے۔ اور اس کی سند ناجائز ہے۔ تو آپ نے اپنی کتاب اَلنبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۳۸ پر ہم سے کیوں ڈائری کا حوالہ طلب کرنے کی ناگوار تکلیف فرمائی۔ جہاں لکھا ہے۔ "آپکی کسی ڈائری میں یہ لکھا ہو۔ کہ میں نے اپنا عقیدہ نبوت تبدیل کر لیا ہے" حالانکہ اس مطالبہ میں ڈائری چھوڑ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زبردست اور مستند کتاب حقیقۃ الوحی سے نکالکر بار بار دکھایا گیا۔ کہ "بارش کی طرح وحی نے مجھے پہلے عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ پہلے مجھے علم نہ تھا۔ اب خدا نے علم دیا۔ اور یہ اختلاف (پہلے اور پچھلے عقیدہ میں) جو واقع ہوا ہے۔ خدا کے حکم کے ماتحت ہے" ملخص

مسیح موعود کے دعویٰ نبوت کا ثبوت مولوی محمد علی صاحب کی تردید دلی سے

اب میں آپکے تبدیلی عقیدہ کی گتھی کو جو آپنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کے متعلق اختیار کی ہے۔ ذیل میں آپ ہی کی تحریروں سے سلجھاتا ہوں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریرات تو آپ سوائے صغریٰ کبریٰ قائم کرنے کے نہیں سمجھ سکتے۔ ممکن ہے۔ آپ اپنے قلم تلبیس رقم سے نکلی ہوئی عبارات کو بآسانی سمجھ سکیں۔

آپ کا بیان ہے۔ "حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کہیں نہیں کیا بلکہ نبوت سے انکار کیا ہے" (پیغام ۳ مارچ ۱۹۳۰ء) اسکی تائید میں آپ اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۲۸۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہینگے۔ تو اس سے مراد یہ ہوگی۔ کہ وہ صرف نبوت کا مدعی ہے۔ یا بالفاظ دیگر کامل نبوت کا مدعی ہے"

اب میں ذیل میں آپکے سامنے آپکے ہی قلم سے نکلے ہوئے چند حوالجات پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی خدا اور رسول کا واسطہ دیکر مؤدبانہ استفسار کرتا ہوں کہ آپ بتا دیں۔ آپکے مطالبہ کا صحیح جواب ان حوالجات میں آگیا۔ یا نہ۔ پیچ سنئے۔ آپ ریویو جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ پر لکھ چکے ہیں۔

(۱) "چار اصول خواجہ غلام الثقلین نے اپنی طبیعت سے ایجاد کئے ہیں۔ جن کی رو سے وہ حضرت مرزا کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان اصول کے قائم کرنے میں جن کی رو سے وہ کسی مدعی نبوت کے سچ یا جھوٹ کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ بڑی غلطی کھائی ہے"۔

اب فرمایئے مولانا! آپکے فقرہ مدعی نبوت کے لکھنے سے صرف نبوت اور کامل نبوت کا مدعی مراد ہے۔ یا کچھ اور۔ ابھی اور لیجئے۔

(۲) آپ ریویو جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ پر لکھ چکے ہیں "قرآن شریف نے جو امتیازی نشان سچے اور جھوٹے کے درمیان قائم کیا ہے۔ اسکی رو سے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو پرکھو۔ مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ اعتراض کرنے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ ایک مدعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے"۔

(۳) پھر آپ اسی ریویو کے صفحہ ۳۰۹ پر رقمطراز ہیں:۔ "آپ (خواجہ غلام الثقلین) ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے"

(۴) پھر آپ ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۴ پر لکھ چکے ہیں۔ "حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے منہاج نبوت پر اگر کوئی شخص چلے تو ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ گذشتہ مذہبی تاریخ پر نظر ڈالکر غور کرو۔ کہ جن لوگوں نے کسی مدعی نبوت کو قبول کیا۔ انہوں نے کس وجہ اور کن دلائل کو قبول کیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ ان کا انکار کس بنا پر تھا۔" اس حوالہ میں گذشتہ مذہبی تاریخ اور مدعی نبوت کے الفاظ قابل غور ہیں۔ مولانا! کیا آپکی اس گذشتہ مذہبی تاریخ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کی تاریخ ہے۔ یا کچھ اور۔ کیونکہ عیسائیوں وغیرہ کے لئے تو یہی مذہبی تاریخ حجت ہو سکتی ہے۔ ہاں اور سنئے:۔

(۵) آپ ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۶۶ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مدعی رسالت تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔ اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کر رہا ہو۔ اسپر تو فتوں کا جوش و خروش ۔۔۔ اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔ اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ تو اس کی مخالفت کے لئے ایک سطر بھی نہ لکھی جائے پھر جس کی مخالفت کی گئی تھی۔ وہی کامیاب ہوا۔ اور دوسرا ہلاک ہوا۔ اگر واقعی دعویٰ رسالت ہی مخالفت کا باعث ہوتا۔ تو کیا وجہ تھی۔ کہ چراغ الدین کی مخالفت ہوئی"

اس حوالہ میں مولانا! بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مدعی رسالت لکھ رہے ہیں۔ جب آپکے اس طرح بار بار مدعی نبوت اور مدعی رسالت لکھنے سے وہ نبوت اور رسالت مراد نہیں ہو سکتی۔ جسکا دعویٰ کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو پھر آپ ہمارے اس مدعی نبوت کے لکھنے سے عوام پر یہ غلط نتیجہ کیوں ظاہر کرتے ہیں۔ کہ گویا ہم قادیان سے تعلق رکھنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مستقل اور کامل شریعت لانے والے اور سابقہ شریعت کو منسوخ کرنیوالا نبی مانتے ہیں۔ اسقدر دھوکہ دہی آپ جیسی ہستی کے مناسب حال نہیں۔ آپکے اسطرح بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مدعی نبوت لکھنے پر آپ کا وہ خود ساختہ اور غیظ و غضب میں نکلا ہوا یہ اصول "کہ ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہینگے۔ تو اس سے مراد کامل نبوت کا مدعی ہوگی"۔ کہاں تک صداقت کے قریب رہ سکتا ہے۔ ابھی اور لیجئے۔

(۶) ریویو جلد ۶ صفحہ ۶۷ پر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق مندرجہ ذیل فتویٰ اور فیصلہ لکھ کر بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء والے حوالے کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ "اقتداری پیشگوئیاں سب سے روشن تر ثبوت ایک مدعی نبوت (مرزا صاحب) کی صداقت کا ہیں"۔

مولانا! کیا اب کچھ کسر باقی رہ گئی۔ آپکے من گھڑت اصول مدعی نبوت والے کی بھی قلعی کھل گئی۔ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کے حوالے کے متعلق جرح

تاریخ اسلام

چاہِ زمزم

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اور عراق کے قدیم شہر بابل کے مضافات میں رہائش رکھتے تھے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ۔ حضرت ہاجرہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ انہیں مصر کے بادشاہ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ لکھا ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ ابھی بچہ ہی تھے کہ بظاہر خانگی جھگڑے لیکن دراصل خدا تعالیٰ کی خاص مشیت اور منشاء کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچہ کو لے کر سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے حجاز میں آئے۔ اور وادی مکہ میں کوہ صفا و مروہ کے پاس خدا تعالیٰ کے سپرد کر کے واپس چلے گئے۔ یہ وہی وادی ہے۔ جہاں اب مکہ آباد ہے۔ جب آپ واپس جانے لگے۔ تو حضرت ہاجرہ نے نہایت دردناک لہجہ میں آپ سے کہا۔ ہمیں اس غیر آباد مقام پر اس بے سرو سامانی کی حالت میں کیوں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے تو شدت غم و اندوہ کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے سکے۔ آواز ان کے حلق میں اٹک کر رہ گئی۔ لیکن حضرت ہاجرہؓ کے اصرار پر انہوں نے صرف اتنا فرمایا۔ اللہ کے حکم سے۔ اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ تو آپ بیشک جائیں۔ اللہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ قرآن کریم میں اس واقعہ کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے الفاظ میں اس طرح ذکر آتا ہے۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجسم خشوع و خضوع بن کر خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ کہ اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کے ایک حصہ کو اس غیر آباد اور بے آب و گیاہ وادی میں تیرے عزت والے گھر کے پاس بسایا ہے۔ اے ہمارے رب۔ تاکہ یہ تیری عبادت قائم کریں۔ پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے۔ اور انہیں ثمرات عطا کر۔ تاکہ یہ تیرے شکر گزار ہوں۔

احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں ذکر آتا ہے۔ اور مؤرخین نے بھی لکھا ہے۔ کہ جب حضرت ہاجرہ کا زاد ختم ہو گیا۔ تو انہیں اپنے بیٹے کے متعلق سخت تردد پیدا ہوا۔ اور جب اسے پیاس لگی۔ تو ادھر ادھر پانی کی تلاش میں پھرنے لگیں۔ مگر وہاں پانی کہاں تھا۔ آخر اس خیال سے اٹھیں۔ کہ بچہ کی المناک موت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھنا پڑے۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے رونے لگیں۔ پھر پانی کی تلاش شروع کی۔ اور اردگرد کے علاقہ پر اچھی طرح نظر ڈالنے کی غرض سے کوہ صفا پر چڑھ گئیں۔ لیکن وہاں سے بھی مایوس ہو کر دوڑتی ہوئی کوہ مروہ پر چڑھیں۔ پھر صفا پر آئیں۔ اسی طرح بے تابی کے عالم میں روتے ہوئے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے آپ نے ان پہاڑیوں پر سات چکر لگائے۔ آخر جب ان کا کرب اور اضطراب انتہا کو پہنچ گیا۔ تو ساتویں چکر کے بعد انہیں فرشتہ نے آواز دی۔ اور کہا اللہ نے تیری اور تیرے بچہ کی آواز سن لی۔ جا اور اپنے بچہ کو دیکھ اس آواز سے مطمئن ہو کر جب آپ اس جگہ آئیں۔ جہاں بچہ شدت پیاس کی وجہ سے تڑپ رہا تھا۔ تو دیکھا کہ وہاں چشمہ جاری ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے اس خیال سے کہ پانی بہ نہ جائے اس کے اردگرد پتھر رکھ کر اسے ایک چہ بچہ کی صورت دیدی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہاجرہ کے اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا ہاجرہ پر رحم کرے۔ اگر وہ پانی کو نہ روکتی۔ تو وہ ایک بہنے والا چشمہ ہو جاتا۔

یہ چشمہ تاریخ اسلام میں زمزم کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے نمودار ہونے سے قبل وادی مکہ سے کچھ فاصلہ پر ایک قبیلہ آباد تھا جس کا نام جرہم الثانیہ تھا۔ اور جو قحطان کی شاخ تھا۔ جب اس قبیلہ کو چشمہ کا علم ہوا۔ تو ان کی مضاض بن عمرو حضرت ہاجرہ کے پاس آیا۔ اور چشمہ کے پاس آباد ہونے کی اجازت چاہی۔ حضرت ہاجرہؓ نے خوشی اجازت دیدی۔ اور اس طرح مکہ کی آبادی شروع ہوئی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے جوان ہونے پر اسی رئیس کی لڑکی سے آپ کی شادی ہو گئی۔ اور آپ کے ہاں بارہ بیٹے تولد ہوئے۔ اہل عرب زیادہ تر قیدار بن اسمٰعیل کی اولاد ہیں۔

بعض مورخین نے لکھا ہے۔ بنو جرہم کی تولیت کعبہ کے زمانہ میں اسفندیار شاہ ایران نے کعبہ میں رکھنے کے لئے سونے کے دو بُت بھیجے۔ لیکن جب بنو اسمٰعیل بنو جرہم پر غالب آ گئے۔ تو بنو جرہم نے وہ دونوں بت زمزم میں ڈالکر اوپر سے مٹی اور پتھروں سے اسے برابر کر دیا۔ اور پھر ایک لمبے عرصہ تک اسی طرح رہا۔ حتیٰ کہ لوگ اسے بھول گئے۔ اور بظاہر اس کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔

جب قصی بن کلاب جد امجد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو خزاعہ سے تولیت کعبہ حاصل کی۔ تو انہوں نے قریش کے مختلف قبائل میں تولیت سے متعلق مختلف کام تقسیم کر دیئے۔ اور سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کا کام بنو ہاشم کے حصہ میں آیا۔ اس زمانہ میں مکہ میں پانی کی سخت قلت تھی۔ حج کے موقعہ پر چونکہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہوتے تھے۔ اس لئے سقایہ کے لئے خاص انتظام کرنا پڑتا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے ہاتھ میں سقایۃ الحاج کا کام آیا۔ تو انہوں نے زمزم کا نشان تلاش کرنے کی کوشش کی۔ مگر قریش میں سے کسی اور نے آپ کی مدد نہ کی۔ بلکہ مذاق اڑاتے رہے۔ اور بعض نے مزاحمت بھی کی۔ اس وقت آپ نے خیال کیا۔ اگر اس وقت میرے ساتھ زیادہ آدمی ہوتے۔ تو یہ لوگ اس طرح میری مزاحمت نہ کرتے۔ اور مضحکہ اڑانیکی جرأت نہ کر سکتے۔ آپ نے اس وقت اپنی کمزوری پر شرم و غیرت کے جوش میں یہ نذر مانی۔ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا کرے۔ اور وہ میری آنکھوں کے سامنے جوان بھی ہو جائیں۔ تو میں ان میں سے ایک خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دونگا۔

باوجود لوگوں کے تمسخر اور استہزا کے عبد المطلب نے زمزم کی تلاش برابر شروع رکھی۔ اور انجام کار اس میں کامیاب ہو گئے۔ یعنی زمزم کا نشان مل گیا۔ اور وہاں سے کھودنے پر چشمہ نکل آیا۔ اس غیر متوقع کامیابی سے ان کا سکہ تمام قریش پر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ قریش انہیں اپنا سردار سمجھنے لگے۔ ان کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کہ ان کی اولاد بھی جلد جلد بڑھنے لگی۔ حتیٰ کہ دس لڑکے ہو کر ان کی آنکھوں کے سامنے جوان بھی ہو گئے۔ اور ان کے ایفائے نذر کا وقت آپہنچا۔ اس کے لئے جب انہوں نے کعبہ میں جا کر قرعہ اندازی کی۔ کہ کون سے بیٹے کو قربان کریں۔ تو سب سے چھوٹے لڑکے عبد اللہ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار کا نام نکلا۔ یہ اپنی خاص خوبیوں کی وجہ سے عبد المطلب کو بہت عزیز تھے۔ [illegible] پوری کرنے پر بھی مجبور تھے۔ آخر انہیں کو ذبح کرنے [illegible] گئے۔ اور وہ بھی نہایت خاموشی اور رضامندی سے ان کے سامنے [illegible]۔ اس وقت قریش کے بعض بااثر لوگوں نے عبد المطلب [illegible] اس طرح یہ رسم جاری ہو جائے [illegible] بیٹے کو ذبح نہ کریں کیونکہ اونٹ ذبح کر دیں۔ کہ ہی اس زمانہ میں انسان کی جگہ دنش عبد المطلب نے دس اونٹوں اور اپنے بیٹے [illegible] کا تھا۔ درمیان قرعہ ڈالا۔ مگر قرعہ میں بیٹے کا نام ہی نکلا۔ پھر انہوں نے بیس۔ تیس۔ چالیس۔ پچاس۔ ساٹھ۔ حتیٰ کہ نوے اونٹوں اور عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ مگر پھر بھی عبد اللہ کا ہی نام نکلا۔ آخر سو تک نوبت پہنچی۔ اور اس دفعہ اونٹوں کے نام قرعہ نکلا۔ عبد المطلب نے مزید تسلی کے لئے دو دفعہ پھر قرعہ ڈالا۔ جو اونٹوں کے نام ہی نکلا۔ اس پر انہوں نے اپنے بیٹے کی بجائے سو اونٹ ذبح کر دیئے۔ اور اسی وقت سے ایک آدمی کا خون بہا سو اونٹ مقرر ہوا۔ اسی واقعہ کی بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ اس سے ایک تو اپنے والد عبد اللہ اور دوسرے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مراد ہیں ؎

غیر مذاہب پر اعتراضات

موجودہ بائیبل ناقابل اعتبار ہے

اللہ تعالیٰ کی شان۔ یا تو وہ دن تھے جبکہ عیسائیت کو تمام دنیا کی نجات کا باعث بتایا جاتا تھا۔ اس کے لئے بڑے بڑے دعوے کئے جاتے تھے۔ لیکن اس کے بعد وہ وقت بھی آ گیا جب کاسر صلیب کے مبعوث ہونے کے بعد بڑے بڑے پادری اور عیسائیت کے علماء دل میں ہی نہیں۔ بلکہ زبانوں سے بھی اس امر کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ عیسائیت کا جام انسان کی روحانی تشنگی کو بجھانے کے لئے قطعاً ناکافی اور غیر تسلی بخش ہے۔ وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ بائیبل گو کسی زمانہ میں کلام الٰہی تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی صحت سخت مخدوش ہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا یورپ کے نامور پادری ڈبلیو بوپ وریٹ صاحب ہندوستان آئے۔ تو انہوں نے اعلان کیا۔ کہ "اعلیٰ تنقید کی روشنی میں بائیبل کے متعلق یہ رائے۔ کہ وہ کلام الٰہی ہے۔ بالکل غلط ثابت ہو چکی ہے" (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۷ نومبر ۱۹۳۰ء)

پادری یم صاحب کا اقرار موجود ہے۔ "نفس انجیل کے نزدیک اس بائیبل کی صحت مخدوش ہے" (ینابیع المسیحیت صفحہ ۱۸)

ایک اور پادری صاحب لکھتے ہیں۔ "ہمارا اب تک یہ خیال تھا۔ کہ بائیبل کی کتابیں اسی صورت میں خداوند تعالیٰ [illegible] نازل ہوئی ہیں۔ اور ان کی آمد کی وجہ [illegible] کسی کو معلوم [illegible] ان کا سبب تالیف معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی دوسری کا [illegible] ہے۔"

لیکن یہ سر اسر [illegible] خود عیسائیوں کے دلوں میں زبردست پر یہ پیدا ہو رہے ہیں جن کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت کے بنیادی مسائل پر ایسے زبردست اعتراض کئے ہیں۔ کہ عیسائیت کا تار و پود بکھر گیا۔ اور بائیبل کو خدا کا کلام ماننا ناممکن ہو گیا ہے۔

ایک الہامی کتاب کے لئے سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایسی تعلیم دے۔ جو خدا کی شان کے مطابق ہو۔ اور اس میں کوئی ایسی بات بیان نہ ہو۔ جو خدا کی قدوسیت کے خلاف ہو۔ یا اس کے علم کے منافی ہو۔ یا اس کی قدرت پر عیب لگانے والی ہو۔ اگر کوئی ایسی کتاب ہو۔ جو اگرچہ الہامی کہی جاتی ہو مگر اس میں خدا کی حقیقی شان کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ اور اس کی طرف بعض ایسے عیوب منسوب کئے گئے ہوں۔ جو اگر انسان میں بھی پائے جائیں۔ تو وہ قابل اعتراض سمجھے جائیں۔ تو ہر انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایسی کتاب کے متعلق یہی کہنا پڑے گا۔ یا تو وہ خدا کی طرف سے نازل ہی نہیں ہوئی تھی اگر کسی وقت ہوئی ہے۔ تو بعد میں انسانوں نے اس میں ملاوٹ کر دی ہے۔ اگر بائیبل کو ہم اس اعتبار سے دیکھیں۔ تو نظر آتا ہے۔ کہ اس میں نہ صرف خدا کی بہت سی صفات سے انکار کیا گیا ہے۔ بلکہ خدا کی طرف بعض عیوب اور نقائص منسوب کئے گئے ہیں مثلاً لکھا ہے۔

"خداوند یہوداہ کے ساتھ تھا۔ اور اس نے کوہ نشینوں کو خارج کیا۔ پر نشیب کے رہنے والوں کو خارج نہ کر سکا۔ کیونکہ ان کے پاس لوہے کی رتھیں تھیں" (قاضیوں ۱۹/۱)

اس میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔ کہ خدا نشیب کے رہنے والوں کو اس لئے خارج نہ کر سکا۔ کہ ان کے پاس لوہے کی رتھیں تھیں۔ کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ خدا جیسی قادر و توانا ہستی جو ایک سکنڈ میں تمام کائنات کو نیست و نابود کر سکتی ہے وہ اس کی نشیبی علاقہ میں رہنے والوں کو وہاں سے خارج نہ کر سکے۔ کہ ان کے پاس لوہے کی رتھیں تھیں۔ کیا خدا نعوذ باللہ رتھوں سے ڈر گیا یا اس کی طاقت ان کے مقابلہ میں معدوم ہو گئی۔ بائیبل جس پر عیسائیت کی بنیاد ہے۔ یہی کہتی ہے۔ اور اس طرح خدا کی شان پاک پر بہت بڑا عیب لگاتی ہے۔ اور یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ بائیبل کا خدا قادر نہیں

پھر لکھا ہے۔

"اے [illegible] خداوند یقیناً تو نے اس قوم کو اور یروشلم کو یہ کہہ کر دغا دی۔ کہ تم سلامت رہو گے حالانکہ تلوار جان تک پہنچ گئی ہے" (یرمیاہ ۱۰/۴)

گویا نعوذ باللہ خدا نے اس قوم اور یروشلم کو دغا دی۔ خدا کی مقدس ذات پر یہ الزام۔ جو کوئی شریف انسان بھی اپنے لئے پسند نہیں کر سکتا۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ عیسائیوں کی الہامی کتاب میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

اسی طرح لکھا ہے۔ "وہ نبی جو دغا کھا کے کچھ کہے۔ تو مجھ خداوند نے اس نبی کو دغا دی ہے" (حزقی ایل ۹/۱۴)

نبی کا دغا کھا کے کچھ کہنا۔ اور خداوند کا نبی کو دغا دینا ایسی بات ہے۔ کہ عیسائی علم کلام کے ماہر ہی حل کر سکتے ہیں۔ دوسری دنیا اس کے سمجھنے اور اسے خداوند کی شان کے شایاں قرار دینے سے قطعاً عاری ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر لکھا ہے۔

"خدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے۔ اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے" (۱ کرنتھیوں ۲۵/۱)

گویا نعوذ باللہ خدا بروئے بائیبل بیوقوف بھی ہے۔ اور کمزور بھی۔ خدا کے متعلق بائیبل یہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ بسا اوقات وہ ایک کام کرتا ہے۔ مگر بعد میں جب نتائج اچھے نہیں نکلتے تو وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے۔ پشیمان ہونا نہ صرف اپنی بے بسی اور کوتاہی کا اعتراف کرنا ہے۔ بلکہ اس بات کی بھی دلیل ہے۔ کہ خدا عالم الغیب نہیں۔ کیونکہ پچھتاتا وہی ہے۔ جسے اپنے فعل کے اس نتیجہ کی توقع نہ ہو۔ جو بعد میں رونما ہو۔ بہرحال بائیبل میں لکھا ہے۔

"تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت دلگیر ہوا" (پیدائش ۶/۶)

"خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا۔ روئے زمین سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک۔ کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں" (پیدائش ۶/۷)

"خداوند کہتا ہے۔ تو پیچھے پھر گئی۔ اس لئے میں تجھ پر اپنا ہاتھ بڑھاؤں گا۔ اور تجھے برباد کروں گا۔ پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا" (یرمیاہ ۱۵/۶)

"تب خداوند اس بدی سے جو اس نے کہی تھی۔ کہ میں ان سے کروں گا۔ پچھتا کے باز آیا۔ اور اس نے ان سے وہ بدی نہ کی" (یوناہ ۳/۱۰)

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بائیبل جو خدا پیش کرتی ہے وہ ایک کام کرتا ہے۔ مگر بعد میں جب یہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کا نتیجہ خراب نکلا۔ تو پچھتاتا اور پشیمان ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ پچھتاتے پچھتاتے تھک جاتا ہے۔ جس کتاب میں خدا کی پاک ذات کے متعلق ایسی باتیں درج ہوں۔ اسے کس طرح الہامی کہا جا سکتا ہے۔

پھر بائیبل میں یہ بھی لکھا ہے۔ خدا کو نیند آتی ہے اور وہ سو جاتا ہے چنانچہ آتا ہے۔

"میں نے تھکی ہوئی جان کو آسودہ کیا اور ہر غمگین روح کو سیر کیا۔ اس پر میں جاگا اور نگاہ کی۔ اور میری نیند مجھے میٹھی معلوم ہوئی" (یرمیاہ ۳۱/۲۵)

حضرت داؤد اپنی دعا میں فرماتے ہیں

"بیدار ہو کیوں سو رہتا ہے۔ تو اے خداوند۔ جاگ ہم کو ہمیشہ کے لئے ترک مت کر" (زبور ۴۴/۲۳)

"اے میرے خدا۔ اے میرے رب۔ اٹھ اور میرے انصاف کے لئے اور میرے فیصلے کے لئے جاگ" (زبور ۳۵/۲۳)

"اے خداوند اپنے قہر میں اٹھ اور میرے دشمنوں کو جوش و خروش کی مخالفت میں اپنے تئیں بلند کر اور میرے لئے جاگ تو" (زبور ۷/۶)

بائیبل کے ایسے حوالجات اور بھی بہت سے پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی قدوسیت اور اس کی بلند شان کے خلاف باتیں پیش کی گئی ہیں

افسوس ہے عیسائی اگرچہ بائیبل کی اشاعت میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ مگر اس اصل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ لوگوں کے قلوب کو صرف وہی کتاب تسخیر کرنے کی اہمیت رکھتی ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق تعلیمات پیش کرے۔ بھلا وہ کتاب بھی مذہبی دنیا میں کوئی حقیقت رکھتی ہے جو خدائے پاک کو نعوذ باللہ غیر قادر، سُنّی قرار دے یا اس کی طرف دغا اور فریب سکھاتا۔ اور پشیمان ہونا منسوب کرے۔ خدا تو وہ ہستی ہے جس کا تمام دنیا سے بحیثیت خالق و مالک رازق محسن مربی رحیم راحم۔ غفار ستار ... سے تعلق ہے۔ اس کی طرف کسی قسم کا عیب کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے؟

مراسلات

مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے رکھی گئی۔ اس میں جماعت چہارم پاس کرکے طالب علم داخل ہوکر سات سال میں فارغ التحصیل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ احمدیہ کالج قادیان میں دو سال کے اندر مولوی فاضل کا امتحان دے سکتا ہے۔ پھر اگر طالب علم چاہے۔ تو صرف انگریزی کا امتحان دیکر بی۔ اے۔ ایم۔ اے کا امتحان پاس کرکے ہائی سکولوں اور کالجوں میں ٹیچر اور پروفیسر بن سکتا ہے۔ گو اصل غرض مدرسہ ہذا کی مبلغین سلسلہ تیار کرنا ہے۔

جس طرز پر دیگر اسلامی مدارس ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں چلائے جاتے ہیں۔ یہ مدرسہ ان سے ممتاز ہوکر طریقہ تعلیم پر ٹرینڈ استادوں کے ذریعہ ضروریات زمانہ کو سرانجام دے رہا ہے۔ دیگر اسلامی مدارس کے کارکن نہ تو زمانہ کی سپرٹ اور رو کو سمجھتے ہیں۔ اور نہ ان خطرات سے آگاہ ہیں۔ جن میں اہل اسلام ہر ملک و دیار میں گرفتار ہیں۔ ہزار ہا نام کے مسلمان ہندوستان اور دیگر اسلامی بلاد میں اباحت۔ دہریت اور عیسائیت کی رو میں بہ رہے ہیں۔ دیوبند وغیرہ مدارس کے ہزار ہا علماء وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو یہاں کا ایک طالب علم کر سکتا ہے۔ بہت سے طالب علم یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر ہائی سکولوں میں برسر روزگار ہوکر اپنوں اور بیگانوں کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اس مدرسہ کے فارغ التحصیل علماء کو انگلستان اور عرب و شام میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات سرانجام دینے کے لئے عنقریب بھیجنے والے ہیں۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ احمدی مبلغوں کی اس قدر مانگ اور ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ موجودہ طلباء اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مستحق اور قابل طلباء کو وظائف دینے بھی منظور کئے ہیں۔ اس زمانہ میں مالی قربانی کے ساتھ جانی قربانی بھی لازم ملزوم ہو رہی ہے۔ یہ حضرت فضل عمرؓ کا زمانہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے ماتحت بہت بڑی فتوحات اور کامیابیاں مقدر ہیں۔ لیکن اگر ہماری غفلت اور کوتاہی سے یہ زمانہ گزر گیا۔ تو یہ برکات آئندہ نسلوں پر جا پڑینگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرماکر بیشمار علوم کے خزانے ہم پر کھول دیئے ہیں۔ اور ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ یہ گراں پایہ امانت ہم دیانتداری کے ساتھ لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچا دیں۔ جو اس سے تا حال بیخبر اور اس کے لئے چشم براہ ہیں۔ لیکن اکثر افراد نے عملی پہلو سے قدم نہیں اُٹھایا۔ گذشتہ زمانہ میں تو ثواب جہاد کے لئے جانوں کو قربان کرنا پڑتا تھا۔ مگر اس وقت زبان اور علوم سے اس ثواب عظیم کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہے وہ خاندان جس کے ایک یا دو دو بچے مجاہد فی سبیل اللہ بن کر دنیائے اسلام کے لئے ہادی اور چراغ ثابت ہوں۔

عیسائی۔ ہندو۔ اور دیگر دشمنان اسلام ہر رنگ میں اسلام اور اہل اسلام کی بیخکنی کے درپے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف ایک ملک مراکو میں پانچسو یورپین مشنری مسلمانوں کی ذریت کو گمراہ کرنے کے لئے شب و روز مصروف ہیں۔ اور جو دیسی غداران کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ وہ بے شمار ہیں۔ اسی طرح دیگر ممالک میں ضلالت کا جال بچھایا جا رہا ہے۔ پس میں فدایان اسلام اور سرگرم ممبران احمدیت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کراکر سعادت دارین سے متمتع ہوں۔ اور آنیوالی نسلوں کی دعاؤں کے مستحق بنیں۔ میں اس اپیل کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند فقرات پر ختم کرتا ہوں۔ جو حضور نے اس مدرسہ کے متعلق فرمائے ہیں۔ اور جو یہ ہیں۔

مدرسہ احمدیہ کی ضرورت اور اسکا فائدہ ایسا بین ہے۔ کہ یہ خیال بھی طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ کہ جماعت کی توجہ اس کی طرف ویسی نہیں ہے۔ جیسی کہ ہونی چاہیئے۔ مدرسہ احمدیہ کی ضرورت کے متعلق میں صرف اسی قدر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا میں کوئی کام کیا ہے۔ اور اگر آپکا وجود دنیائے اسلام میں کسی قسم کا تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔ تو پھر مدرسہ احمدیہ یا ایسے ہی کسی درسگاہ کے بغیر خواہ اس کا کچھ ہی نام رکھ لیا جائے چارہ نہیں۔

مدرسہ احمدیہ ہماری عملی جدوجہد کا نقطہ مرکزی ہے۔ اور اسی کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ ٹھہرا ہے۔ کہ آئندہ سلسلہ کی تبلیغ جاری رکھی جا سکیگی یا نہیں..... پس ہماری جماعت کے دولتمندوں اور درمیانی درجہ کے آدمیوں کو اس مدرسہ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔ اور روپیہ اور بچوں سے اس کی ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تا اس کے ذریعہ سے ہمیں ایسے واعظ جو علوم دینیہ کی حفاظت کر سکیں۔ اور ایسے مبلغ جو بیرونی دنیا کو تمام مسائل مختلفہ میں تشفی بخش جواب دے سکیں۔ حاصل ہو سکیں۔ اور تا علوم کی وہ نہر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاری کی ہے۔ منبع پر ہی کے نقص کی وجہ سے ہماری غفلت کے سبب ادھر اُدھر بہہ کر ضائع نہ ہو جائے۔ اور ہماری آئندہ نسلیں بجائے دُعا کرنے کے ہم سے نفرت کا اظہار نہ کریں۔ اور تا خدا کی ناشکری کے جرم کے مرتکب ہوکر اسکی ناراضگی کے ہم مستحق نہ بنیں۔ آمین۔

مدرسہ احمدیہ کا داخلہ آخر اپریل تک کھلا رہیگا۔ (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کی قراردادیں

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کے اجلاس منعقدہ ۳ اپریل ۱۹۳۱ء بمقام پشاور میں حسب ذیل ریزولیوشنز بالاتفاق آراء پاس کئے گئے۔

(۱) بنارس۔ میرزا پور۔ آگرہ اور کانپور میں ہندوؤں کے مسلمانوں پر خوفناک مظالم سینکڑوں بے گناہ مردوں۔ عورتوں اور بچوں کا قتل اور جائدادوں کی تباہی نے تمام ہندوستانی مسلمانوں کے اندر جو ہیجان بپا کر رکھا ہے انجمن ہذا اس کی طرف گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ صورت حالات کی اصلاح اور شریروں کی سزادہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائیگا۔ (۲) یہ انجمن آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس منعقدہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء بمقام دہلی کی پاس کردہ قراردادوں اور مسٹر جناح کے چودہ نکات کی تائید کرتی ہے۔ (۳) یہ انجمن ان خدمات کو بنظر استحسان دیکھتی ہے۔ جو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مسلم ڈیلیگیشن نے سر آغا خان کی قیادت میں سرانجام دیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے صاف طور پر کہدیا۔ کہ وہ کسی دستور کی تائید نہیں کرینگے۔ جب تک کہ ہندو مسلم مسئلہ طے نہ کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے بغیر کوئی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ (۴) یہ انجمن اس بات پر خاص زور دیتی ہے۔ کہ صوبجاتی یا سنٹرل گورنمنٹ میں کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہ کر دیئے جائیں۔ اور ایسے تحفظات کے بغیر مسلمان کسی کانسٹی ٹیوشن کو منظور نہیں کرینگے۔ (۵) یہ انجمن ضروری خیال کرتی ہے۔ کہ فیڈرل لیجسلیچر میں مسلمانوں کی نمائندگی ⅓ ہو۔ اور ان صوبوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ انہیں جو زائد از استحقاق نیابت حاصل ہے۔ وہ بدستور قائم رہے ایسی ہی زائد از استحقاق نیابت ہندوؤں کو سندھ اور صوبہ سرحد میں دی جائے گی۔ (۶) یہ انجمن اعلان کرتی ہے۔ کہ مسلمان جداگانہ انتخاب کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور مطالبہ کرتی ہے۔ کہ نئے نظام اساسی کے نفاذ سے قبل سندھ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اور ضروری مسائل کے حل کے لئے گورنمنٹ ایک کمیٹی مقرر کر دے۔ (۷) یہ انجمن مطالبہ کرتی ہے۔ کہ صوبہ سرحد کی لیجسلیٹو اور انتظامیہ مشینری میں دوسرے صوبوں سے کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے اور افسوس کرتی ہے۔ کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس نے ایسی سکیم پیش کی ہے جس سے یہ مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔

اِن قراردادوں کی نقول وائسرائے ہند چیف کمشنر صوبہ سرحد تمام محکمہ جات کے افسران اعلیٰ۔ تمام ڈپٹی کمشنر۔ پولیٹیکل ایجنٹس افسران زراعت صوبہ سرحد اور سپرنٹنڈنٹس پولیس صوبہ سرحد حضرت خلیفۃ المسیح اور اخبارات مسلم آؤٹ لک۔ انقلاب۔ سیاست اور الفضل کو ارسال کی گئیں ۔

(خیر الدین علی جنرل سکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد)

وصیتیں

نمبر ۳۱۶۵ — میں جلال الدین ولد محمد بخش قوم جٹ وڑائچ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن سدوکے ڈاک خانہ جیورانوالی تحصیل و ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی زرعی تعدادی ۱/۲ ۷ ایکڑ واقع موضع سدوکی ڈاک خانہ جیورانوالی تحصیل و ضلع گجرات پنجاب اس کی تخمیناً قیمت ۳۰۰۰/- روپے ہے۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں:

میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ فقط ۲۹/۱۲/۸

العبد: جلال الدین بقلم خود

گواہ شد:۔ احمد دین ولد امام دین صاحب حجام جسوکی

گواہ شد:۔ اکبر علی ولد محمد خان ساکن سدوکے

نمبر ۳۳۱۶:۔ میں حسن محمد ولد چوہدری قادر بخش قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال بیعت اپریل ۱۹۱۵ء ساکن کلو سوہل ڈاک خانہ دھرمی وال تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ دسمبر ۱۹۳۰ء میں وصیت کرتا ہوں:

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ تیرہ کنال اراضی بارانی واقع موضع کلو سوہل تحصیل و ضلع گورداسپور قیمتی تخمیناً بیس روپے کنال کے یعنی ۲۶۰/- روپے ایک کچہ مکان واقع موضع مذکور میں قیمتی پچاس روپے کل جائداد قیمتی ۳۱۰/- روپے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۳۵/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہواری آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جو جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط:

العبد: حسن محمد ساکن کلو سوہل حال مدرس ہائی سکول قادیان

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم راجپوت طو محرر دار الفضل قادیان

گواہ شد: عبد الرحیم ولد پیر منظر حق صاحب قادیان

نمبر ۳۳ :۔ میں عبد الرحمن بوتالوی ولد محمد عبداللہ صاحب قوم رہان راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ نومبر ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

اس وقت میری اپنی پیدا کردہ ذاتی جائداد سوائے ایک ٹکڑہ زمین کے جس کی قیمت چھ صد روپیہ ہے اور کوئی نہیں ہے۔ ہاں آمد ہے جو فی الحال ۔۔۔ ماہوار ہے میں اپنی آمد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جو بھی جائداد میری ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی:

العبد:۔ عبد الرحمن بوتالوی مولوی فاضل بقلم خود

گواہ شد:۔ اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان

گواہ شد:۔ رحمت اللہ شاکر نائب مدیر الفضل قادیان

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول کے خاندان میں کونسا سرمہ مقبول ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجی رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے یہ سرمہ اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ حضرت حکیم الامۃ نورالدین کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مگر آپ کا سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام سرمہ استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ عہ محصولڈاک علاوہ

اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ دردشکم۔ اپھارہ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی۔ ڈکاریں۔ قے جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض اسہال۔ ریاح کیلئے تیربہدف بھوک کھولنے دودھ گھی بکثرت ہضم کرنے کے لئے مسلمہ ہے۔ اڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا ہے:۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک علاوہ ہوگا

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

تجارت تمام پیشوں کی سرتاج ہے

اگر آپ بیکاری سے نجات یا آمدنی میں ترقی چاہتے ہیں۔ تو کمپنی ہذا سے یورپ۔ امریکہ وانڈیا کا بہترین۔ خوش وضع و مقبول عام کٹ پیس و سالم تھان پارچہ جو ہر امیر و غریب۔ مرد و عورت کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ منگوا کر تاجرانہ مفاد حاصل کریں۔ بہت سی پردہ نشین مستورات بھی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ہمارا مال مقابلتاً عمدہ اور سستا ہونیکی وجہ سے ہر جگہ قبولیت اور مقابلہ میں فوقیت حاصل کر رہا ہے دوکانداروں اور بیوپاریوں کے لئے نمونہ کی گانٹھیں جو پچاس روپیہ سے دو صد روپیہ یا اس سے زائد قیمت کی ہیں تھوک نرخ پر بھیجی جاتی ہیں۔ ہم بذگانٹھ اور پیٹی جو چار صد روپیہ سے لے کر ہزار روپیہ تک کی قیمت کی ہیں۔ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ مال بذریعہ مال گاڑی یا سواری گاڑی ارسال کیا جاتا ہے۔ مال گاڑی کا پورا کرایہ اور سواری گاڑی کا نصف کمپنی ادا کریگی۔ خانگی استعمال کے لئے جس قدر مال درکار ہو۔ بذریعہ پارسل ڈاک روانہ کیا جا سکتا ہے۔ دس فی صدی پیشگی ہمراہ آرڈر ارسال فرمادیں۔ کل رقم ہمراہ آرڈر ارسال کرنے والوں کو ۲ فیصدی رعایت دیجائیگی:

ہمارا مال مقابلہ میں دوسری کمپنیوں کے مال سے بلحاظ عمدگی وارزانی فوقیت حاصل کرکے مقبول عام ہو چکا ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ آزمائش شرط ہے:

ہر مقام کیلئے معقول کمیشن اور تنخواہ دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ قواعد ایجنسی و پرائس لسٹ مفت طلب کریں:

اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر

ڈاکٹری اور طبی دنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑوں میں پیپ پڑ جائے۔ یورپین وامریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطباء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مسوڑوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن (معدہ) کو خراب کرکے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کے لئے اس مرض متعدی کا تدارک کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہوگا۔ افادہ عام کے لئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے۔ جو بعد تجربہ امراض دندان کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ کند ہونا۔ جڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں کی کھجلی جلن بدبو۔ گوشت خورہ۔ ان سب امراض کیلئے منجن محافظ دندان بے حد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

فیض عام جوہر تریاق

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ہر وقت آپکے ساتھ ایک ڈاکٹر موجود رہے۔ تو فیض عام جوہر کی ایک شیشی اپنی جیب میں رکھئے جو سردرد۔ دانت درد۔ پیٹ درد۔ بدہضمی۔ پیاس۔ ہیضہ۔ اسہال۔ ناطاقتی۔ بیہوشی اور زنبور۔ بچھو۔ سانپ کے کاٹے کا تریاق ہے۔

جناب چودہری غلام محمد صاحب۔ بی۔ اے سینیئر انگلش ماسٹر چرانوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ میری ملازمہ مرض ہیضہ میں مبتلا ہوگئی۔ رات کا وقت تھا۔ ڈاکٹری امداد ملنی مشکل تھی میں نے آپ کا تیار کردہ فیض عام جوہر دو مرتبہ استعمال کرایا۔ اس سے غیر معمولی طور پر آرام اور تسکین ہوگیا۔ واقعی بے نظیر ایجاد ہے۔ اس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے:

قیمت ۱/۲ اونس ۸/۔ ایک اونس عہ۔ محصول ۶/

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

ضرورت رشتہ

ایک معزز باحیثیت زمیندار احمدی نوجوان بھائی کے لئے زمیندار خاندان سے تعلق رکھنے والی سلیقہ شعار تعلیم یافتہ لڑکی کی ضرورت ہے۔ وہ احمدی بھائی محکمہ پولیس میں ملازم ہیں اس وقت شارٹ ہینڈ کا کام سیکھنے لکھنؤ آئے ہوئے ہیں خواہشمند احباب مزید حالات کے متعلق مجھ سے خط و کتابت کریں:۔

غلام احمد مجاہد پنجاب سائیکل ورکس امین آباد لکھنؤ

تلاش گمشدہ

میرا ہمشیرزاد بنام محمد محی الدین برہانم عمر ۱۷ سال گندمی رنگ چیچک رو انگریزی خوان سینما بین کا حاصل کرنیکا شوقین گھر سے خفا ہو کر بھاگ گیا ہے اگر کوئی صاحب اس کا پتہ لگا کر مطلع فرمادیں۔ تو بڑی مہربانی ہوگی۔ میرا پتہ بخط انگریزی تحریر کریں

Mohammad Sameer
"Hunain"
Wellewatte
Colombo (Ceylone)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— کانپور مسلم ریلیف کمیٹی کے ایک پبلک جلسہ کی روئداد سے معلوم ہؤا۔ کہ سیوا سمتی اور بلدیہ کانپور کے ہندو کارکنوں نے مسلمان مقتولین کی نعشوں کو مرگھٹ پر لے جا کر جلا دیا۔ تا مسلمانوں کا نقصان جان کم ظاہر ہو۔ اور ہندوؤں کی درندگی پر پردہ پڑا رہے۔ بھگت سنگھ وغیرہ کی لاشوں کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے والی کانگریس کیا کانپور کے مسلمان مظلومین کے لئے بھی کوئی کارروائی کریگی۔

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس میں آخری دن یہ تحریک پیش کی گئی تھی۔ کہ گول میز کانفرنس کا جب تک کہ مسلمانوں کے مطالبات پورے نہ ہوں۔ مقاطعہ کیا جائے۔ مگر قرارداد پر بحث غیر معین عرصہ تک ملتوی ہو گئی۔

—— ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی کو ترقی دینے کے لئے ایک کمیٹی اس غرض سے بنائی گئی تھی۔ کہ بمبئی کے ۲۵ کارخانوں کو ملا کر ایک کمپنی کے ماتحت کر دینے کے سوال پر غور کرے۔ کمیٹی نے کوشش کی کہ حکومت سٹامپ ڈیوٹی کا تیس لاکھ روپیہ معاف کر دے۔ مگر حکومت اس پر رضامند نہ ہوئی۔ پھر امپیریل بنک سے دس کروڑ قرضہ لینے کی کوشش کی گئی۔ مگر وہ بھی نہ مل سکا۔ اس لئے کمیٹی نے رپورٹ کی ہے۔ کہ یہ تجویز ناممکن العمل ہے۔

—— یہ خبر کہ ۶ اپریل کی شب گاندھی جی نے وائسرائے سے ملاقات کی غلط ہے۔

—— ایک خبر ہے۔ کہ مہاراجہ پٹیالہ نے وزیر اعظم برطانیہ کو لکھا ہے۔ کہ سکھوں کو پنجاب میں ۴۴ فیصدی نیابت ضرور دی جائے۔ ورنہ خون کی ندیاں بہ جائینگی۔ سکھ اس سے کم پر راضی نہیں ہونگے۔ سکھوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ خون کی ندیوں سے ڈرا کر مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کر سکیں گے۔

—— معلوم ہؤا ہے۔ کوٹ دھرم چند کے ۱۵ زخمی مسلمانوں پر جنہیں سکھوں نے مسجد بنانے کی وجہ سے زخمی کیا۔ زیر دفعہ ۱۴۲ تعزیرات ہند مقدمہ چلایا گیا ہے۔ ۲۸ سکھ بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور تین مفرور ہیں۔

—— دہلی پولیس کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ نماز کے وقت مساجد کے سامنے باجہ نہ بجے۔ بہت ضروری حکم ہے۔

—— مینیگوا (امریکہ) میں زلزلہ کی وجہ سے تباہی کی خبر پہلے دی جا چکی ہے۔ جس کے بعد پہاڑی ڈاکوؤں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہی تھا۔ کہ قلت آب اور شدت گرمی کی وجہ سے کتے دیوانے ہونے لگے۔ پولیس کتوں کو مار رہی ہے۔ اور ایک دستہ انہیں لاریوں میں بھر کر دفن کرنے پر مامور ہے۔ جس طرح دنیا بدیوں اور بدکاریوں میں جدت پیدا کر رہی ہے۔ اسی طرح نئے نئے عذابوں میں مبتلا ہو رہی ہے۔

—— نئی دہلی کی ایک خبر ہے۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

—— چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے مسٹر ڈی۔ ماٹیلین کے مستعفی ہو جانے پر ڈاکٹر بی۔ ای۔ لینڈر۔ ایم۔ اے کو یونیورسٹی کا فیلو نامزد کیا ہے۔

—— امرتسر جیل میں بعض سیاسی قیدیوں نے ۱۴ روزے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ مگر افسران کے یقین دلانے پر کہ ان کی شکایات پر غور کیا جائیگا ہڑتال معطل کر دی۔

—— اخبار ریاست نے پچھلے دنوں بعض ایسے کلمات لکھے تھے۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک لازم آتی تھی۔ الفضل میں اس کے خلاف مفصل مضمون لکھا گیا۔ اور ریاست کو اس بے ہودگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ایڈیٹر ریاست نے اظہار افسوس کرتے ہوئے معافی مانگ لی ہے۔ این ہم غنیمت است۔

—— مسٹر فینر براکوے ممبر پارلیمنٹ جو ہمیشہ پارلیمنٹ میں کانگریسیوں کی تائید کیا کرتے ہیں۔ انڈی پنڈنٹ لیبر پارٹی کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

—— ڈاکٹر مونجے یورپ کی سیاحت کے بعد ۷ اپریل کو بمبئی پہنچ گئے۔

—— کچھ عرصہ ہؤا۔ کلکتہ کے پولیس کمشنر سر چارلس ٹیگارٹ انقلاب پسندوں سے بچنے کے لئے خاموشی سے انگلستان چلے گئے تھے۔ اب معلوم ہؤا ہے۔ ان کو لندن پولیس کا کمشنر بنا دیا گیا ہے۔

—— آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت راجہ نواب علی منٹگمری میں منعقد ہؤا۔ جس میں اگرچہ مسٹر جناح کے چودہ نکات کی تائید کی گئی۔ مگر جداگانہ انتخاب کی مخالفت کی گئی۔ جو بہت قابل افسوس امر ہے۔

—— ہندوؤں نے پنجاب ہائی کورٹ میں درخواست دی تھی۔ کہ ہندی کو صوبہ پنجاب کے لئے سرکاری زبان قرار دیا جائے۔ رجسٹرار پنجاب ہائی کورٹ نے جواب دیا ہے۔ کہ پنجاب میں دوسری سرکاری زبان اردو ہے۔ ہندی کو سرکاری زبان نہیں قرار دیا جا سکتا۔

—— ۷ اپریل کو ملتان میں ایک مکان کے برآمدہ میں بچے کھیل رہے تھے۔ کہ باہر سے کسی شریر نے بم پھینکا۔ جس سے انیس ماہ کا ایک بچہ ہلاک ہو گیا۔ معلوم نہیں معصوم بچوں کے خون ناحق سے ظالموں کو کس فائدہ کی امید ہے۔

—— لاہور کی ایک خبر ہے۔ کہ اندرون یکی دروازہ ایک بالشت بھر سانپ رہتا ہے۔ جو اُڑ کر پیشانی پر کاٹتا ہے۔ اس وقت تک چار آدمی اور کئی مویشیوں کو ہلاک کر چکا ہے۔

—— ۷ اپریل کو دہلی میں گاندھی جی نے ایوانِ تجارت ہند کا افتتاح کرتے ہوئے کہا۔ چونکہ یہ ایوان تجارت ہند کی فیڈریشن کا جلسہ ہے۔ اس لئے سب کارروائی ہندی میں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے ۲۵ منٹ تک ہندی میں تقریر کی۔ گویا ہندوستان کی قومی زبان ہندی تسلیم قرار دی جا چکی ہے۔

—— ریاست حیدر آباد میں ایک مقام کوپبال میں اشوک کے زمانہ کے کئی پتھر دستیاب ہوئے ہیں۔ جن پر اشوک کے خاص احکام کندہ ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس علاقہ کو اس زمانہ میں مرکزی اہمیت حاصل ہوگی۔

—— افریقہ اور انگلستان کے درمیان ہوائی ڈاک کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ پہلا جہاز افریقہ سے نو دن میں کرائیڈن پہنچا۔ پہلے یہ مسافت ۳۲ یوم میں طے ہوتی تھی۔

—— مدناپور کا یورپین ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۷ اپریل کو جب مقامی سکول میں تعلیمی نمائش دیکھنے کے لئے گیا۔ تو کمرہ نمائش کے اندر ہی کسی نے اس پر پستول سے پانچ فائر کئے۔ ۸ تاریخ کو معالجہ میں پوری پوری کوشش کے باوجود اس کا انتقال ہو گیا۔ حملہ آور موقعہ پر گرفتار نہیں ہؤا۔ بعد میں چند گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ وائسرائے نے اس حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ہر گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ ایسے عقیدہ کے خلاف جہاں تک ہو سکے۔ جدوجہد کرے۔

—— اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ پر فائر کرنے کے جرم میں ایک شخص حبیب نور پھانسی پا چکا ہے۔ معلوم ہؤا ہے۔ پیکشنبہ کی رات کو پھر کوئی شخص آپ کے بنگلہ میں دیکھا گیا۔ سنتری نے فائر کیا۔ مگر وہ بچکر نکل گیا۔

—— ۷ اپریل کی شام کو کلکتہ میں ڈاک کا ایک ہرکارہ ڈاک کے تھیلے لئے ساحل سمندر پر جہاز کے انتظار میں کھڑا تھا۔ اور بھی بہت سے لوگ موجود تھے۔ کہ معاً ایک درجن ڈاکو ریوالوروں اور بندوقوں سے مسلح وہاں نمودار ہوئے۔ اور صندوق کھول کر ڈاک کے تھیلے نکال لے گئے۔ ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کانگریسی معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

—— کوچین کے قرب وجوار میں گرجا کے سامنے باجہ بجانے پر عیسائیوں اور ہندوؤں میں فساد ہو گیا۔ جس میں فریقین کے متعدد آدمی زخمی ہوئے ٭